عمار ناصر

اسلام میں عبادت

کیفیات اور رسوم

انسان میں عبادت کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے اس لیے کہ اس کی بنیاد خالق کی ہستی اور اس کے احسانات کے شعور پر ہے جو انسان کی فطرت میں اس طرح پیوست ہے کہ کوئی چیز اسے اس سے جدا نہیں کر سکتی۔ مذہب اپنی نفسیاتی بنیاد کے لحاظ سے تمام تر انسان کے جذبہ شکر واعتراف کی تصویر ہے۔ انسان جب کائنات میں اپنے مالک کی قدرت وعظمت کے بے شمار مظاہر کا مشاہدہ کرتا اور اپنی روزمرہ زندگی میں اس کی بے پایاں رحمت وربوبیت کا تجربہ کرتا ہے تو اس کے دل میں شکر وتعظیم، خشیت وتضرع اور امید وتوقع کے بے پناہ جذبات امڈ آتے ہیں۔ یہ روحانی جذبات جب مختلف رسوم کی شکل میں ایک جسمانی قالب اختیار کرتے ہیں تو اس سے عبادت وجود میں آتی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ایک مکمل اور فطری عبادت وہی ہے جو اعلیٰ جذبات وکیفیات اور اعلیٰ رسوم دونوں کے امتزاج سے وجود میں آئے۔ جذبہ نامکمل ہے اگر اس کے اظہار کے لیے رسوم کا سہارا نہ لیا جائے، اور رسوم کی حیثیت محض ایک مشینی عمل کی ہے اگر ان کی پشت پر خالص اور سچے جذبات کارفرما نہ ہوں۔ انسانی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ انسان اپنے دوسرے بہت سے معاملات کی طرح اس معاملے میں بھی اعتدال پر قائم نہیں رہ سکا بلکہ اکثر وبیشتر افراط وتفریط ہی میں مبتلا رہا۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس معاملے میں بھی آں سوئے افلاک کی طرف سے انسان کو رہنمائی میسر آئے جو اس کے اس فطری تقاضے کی تشفی وتکمیل کا سامان مہیا کر سکے۔

آیئے دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ آخری شریعت میں جو نظام عبادت تجویز فرمایا ہے، اس میں کس خوبی کے ساتھ ان دونوں پہلوؤں کی رعایت کی گئی ہے۔

رسوم عبادت کی تعیین

اس نظام عبادت کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ اس میں رسوم عبادت بالکل متعین طور پر بتا دی گئیں اور ان کی تمام حدود

دقیود کو واضح کرتے ہوئے ان میں کمی بیشی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

من احدث فی امرنا هذا ما لیس فیه فهو رد (۱)

''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے، وہ قابل رد ہے''

نیز فرمایا:

ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة (۲)

''دین میں نئے نئے کاموں سے بچو۔ کیونکہ ایسا ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اس کی حکمت ایک تو یہ ہے کہ اس طریقے سے انسان کے جذبہ عبادت کی تربیت کے لیے ایک بالکل متوازن اور فطری نظام مہیا ہو جاتا ہے جس میں انسان کے تمام نفسیاتی تقاضوں کو نہایت عمدگی سے سمو دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کے خالق سے بڑھ کر کوئی ذات اس کے روحانی و نفسیاتی تقاضوں کو نہیں سمجھ سکتی، لہذا کوئی بھی طریقہ خدا کے بتائے ہوئے طریقے سے بڑھ کر ان تقاضوں کی تسکین نہیں کر سکتا۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ اس طریقے سے عبادت کے جذبے کو ان تمام غیر فطری تجاوزات اور آمیزشوں سے محفوظ رکھنے کا سامان ہو جاتا ہے جن کی مثالیں نسل انسانی کی تاریخ میں جا بجا دیکھی جا سکتی ہیں۔ مظاہر پرست مذاہب، عیسائیت کی رہبانیت اور مبتدعانہ تصوف میں عقل و فطرت کے منافی جو طریقہ ہائے عبادت اختیار کیے گئے، ان کو اگر سامنے رکھا جائے تو اس بات کی حکمت سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔

تیسری حکمت یہ ہے کہ رسوم عبادت کا ایک متعین نظام دوسرے مذاہب سے مذہب حق کے امتیاز کا ایک نہایت قوی خارجی عامل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف مذاہب میں باہمی امتیاز صرف ان کے رسوم عبادت ہی سے ممکن ہے۔ جہاں تک ان رسوم کے پس منظر میں موجود جذبات و نفسیات کا تعلق ہے تو وہ، جیسا کہ ہم نے عرض کیا، سب مذاہب میں مشترک ہیں اس لیے کہ وہ انسان کے فطری جذبات ہیں۔ چنانچہ اگر ایک متعین طریقہ عبادت کی عصبیت لازم نہ کی جائے اور ہر قسم کے طریقوں کو اختیار کرنے کی اجازت ہو تو سماجی سطح پر مذہب حق کی حفاظت اور دوسرے مذاہب سے اس کے امتیاز کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی اور ظاہر ہے کہ خدا کی حکمت میں یہ بات ناقابل تصور ہے۔

کیفیات کی اہمیت

اسلامی نظام عبادت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس میں روحانی جذبات و کیفیات اپنے بالکل فطری مقام پر رکھے

گئے ہیں۔ آیئے اس حقیقت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیں۔

سب سے پہلی حقیقت جو قرآن اور حدیث میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے، یہ ہے کہ عبادات میں اللہ کے نزدیک اصل قدر و قیمت ظاہری رسوم کی نہیں بلکہ انسان کے داخلی جذبہ کی ہے۔ سورۃ الحج میں قربانی کے متعلق ارشاد ہے:

لن ينال الله لحومها ولا دمائوها ولكن يناله التقوى منكم (۳)	''اللہ کو ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ تمہارا وہ تقوی پہنچتا ہے (جس کی بنا پر تم یہ عمل انجام دیتے ہو)''

چنانچہ اسلام میں کسی عمل کے کمال کے مدار ہی اس بات پر ہے کہ اس کے ادا کرتے وقت انسان کی کیفیاتی حالت کیا تھی۔ دین میں روحانی لحاظ سے منتہائے کمال ''احسان'' کا درجہ ہے، جس کا لغوی معنی ہے کسی کام کو بہترین صورت میں انجام دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك (٤)	''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس انہماک کے ساتھ کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، کیونکہ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔''

اسی بنیاد پر اعمال کے اجر و ثواب میں بھی کمی ہوتی ہے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الرجل لينصرف وما كتب له الا عشر صلاته، تسعها، ثمنها، سبعها، سدسها، خمسها، ربعها، ثلثها، نصفها (۵)	''آدمی نماز پڑھ کر پلٹتا ہے تو کسی کو دسواں حصہ ثواب ملتا ہے، کسی کو نواں، کسی کو آٹھواں، کسی کو ساتواں، کسی کو چھٹا، کسی کو پانچواں، کسی کو چوتھا، کسی کو تیسرا اور کسی کو آدھا حصہ۔''

اگر عبادت کا عمل اس جذبے سے تہی ہو کر محض رسوم کی ادائیگی تک محدود رہ جائے تو اللہ کے نزدیک اس کا کوئی وزن نہیں ہے۔ چنانچہ دیکھئے:

روزے کا مقصد انسان کو ضبط نفس کی تربیت دینا ہے۔ اگر انسان ظاہرا کھانا پینا تو چھوڑ دے لیکن خواہشات نفس پر کنٹرول نہ کرے تو اس کا بھوکا پیاسا رہنا محض ایک بے کار عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه	''اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور گناہ کے کام کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی

وشرابه (٦) | ضرورت نہیں ہے''

نیز فرمایا:

رب صائم لیس له من صیامه الا الجوع ورب قائم لیس له من قیامه الا السهر (٧)	''بہت سے روزے دار ایسے ہیں جنہیں سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے رات کو قیام کرنے والے ایسے ہیں جنہیں سوائے جاگنے کے کچھ نہیں ملتا''

اسی طرح انفاق کی بنیاد ہمدردی اور تعاون باہمی کے جذبہ پر ہے۔ اگر یہ جذبہ مفقود ہو تو قرآن کی رو سے انفاق کا عمل ہی بالکل باطل ہو جاتا ہے:

یا ایها الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی (٨)	''اے ایمان والو، اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر برباد نہ کر ڈالو''

قرآن خدا کا کلام ہے اور اس کی تلاوت کا محرک اگر طلب ہدایت کا جذبہ ہو تو یہ ایک نسخہ اکسیر ہے۔ لیکن اگر یہ داعیہ ہی موجود نہ ہو تو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مثل المنافق الذی یقرا القرآن کالریحانة ریحها طیب وطعمها مر (٩)	''ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، اس خوشبودار پودے کی ہے جس کی بو تو اچھی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہے''

نماز کی ظاہری ہیئت

اس کے بعد دیکھئے کہ اسلام میں نماز کی جو ظاہری ہیئت مقرر کی گئی ہے اور اس کے لیے جن آداب و قیود کی پابندی لازم کی گئی ہے، ان سب کا مقصود انسان کی داخلی کیفیات کو ایک بہترین ذریعہ اظہار فراہم کرنا ہے۔

طہارت، ستر اور استقبال قبلہ نماز کے لیے شرط کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ شرائط وہ خاص کیفیاتی ماحول پیدا کرنے میں مدد دیتی ہیں جس میں عبادت انسان سے مطلوب ہے۔ طہارت اور ستر کا اہتمام نمازی کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہے تو پاک صاف ہو کر اور باادب طریقے سے حاضر ہو۔ قبلے کی طرف رخ کر کے گویا وہ اپنے رب کے روبرو کھڑا ہو جاتا اور اس سے راز و نیاز کرتا ہے۔ مسجد اگر چہ نماز

کے لیے شرط کی حیثیت نہیں رکھتی، لیکن عام طور پر مسلمان مسجد میں با جماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ مسجد کا تصور خدا کے گھر کا ہے اور یہاں آ کر ایک طرف پاکیزگی اور تقدس اور دوسری طرف ادب و عاجزی کے جو احساسات انسان کو گھیر لیتے ہیں، ان کی اہمیت ان کیفیات کے پیدا کرنے میں محتاج بیان نہیں جو کہ عبادت کی اصل روح ہیں۔

نماز کا ظاہری ڈھانچہ اپنی ہر ادا کے لحاظ سے عجز و بندگی کی بہترین تصویر پیش کرتا ہے۔ یہ ڈھانچہ چار بنیادی افعال پر مشتمل ہے: قیام، رکوع، سجود اور قعدہ۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک عمل بجائے خود تذلل اور عاجزی کے اظہار کی نہایت اعلیٰ شکل ہے لیکن نماز میں قیام سے بتدریج سجدے کی حالت میں جانے کی ترتیب نے اظہار عاجزی کے پہلو سے ان میں وہ حسن و کمال پیدا کر دیا ہے کہ اس سے بہتر کوئی چیز متصور نہیں ہو سکتی۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

> ''نماز کے لیے جب بندہ کھڑا ہوتا ہے تو عجز و نیاز مندی کی تصویر بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہاتھ باندھے ہوئے، نگاہ نیچی کیے ہوئے، گردن جھکائے ہوئے، پاؤں برابر کیے ہوئے، یمین و شمال اور آگے پیچھے سے بالکل بے تعلق، سنجیدگی اور خاموشی کی تصویر، ادب اور وقار کا مجسمہ۔ کبھی اپنے خالق و مالک کے آگے سر جھکا دیتا ہے۔ کبھی اپنی ناک اور پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے، کبھی ہاتھ پھیلا کر اس سے دعا اور التجا کرتا ہے۔ (کبھی دو زانو ہو کر باادب اس کے سامنے بیٹھ جاتا ہے) غرض عاجزی اور تذلل کی جتنی شکلیں بندہ اختیار کر سکتا ہے، ادب اور وقار کے ساتھ ان ساری ہی شکلوں کو اختیار کرتا ہے۔ اس طرح ایک نماز پڑھنے والے کی جو تصویر سامنے آتی ہے، وہ صاف گواہی دیتی ہے کہ بندہ اپنے مالک و مولی کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ دیکھ نہیں رہا ہے تو یہ یقین تو وہ ضرور رکھتا ہے کہ اس کا مالک و مولی اس کو دیکھ رہا ہے۔'' (۱۰)

نماز کے آداب

نماز کا سب سے بنیادی ادب، جس سے اس کے تمام ذیلی آداب متفرع ہوتے ہیں، یہ ہے کہ نمازی ہر لمحہ اس حقیقت کو ملحوظ رکھے کہ وہ اپنے مالک و آقا کی بارگاہ میں حاضر ہے۔ یہ کیفیت ذہنی و قلبی طور پر اس طرح نمازی پر غالب ہونی چاہیے کہ ہر ہر ادا اور ہر ہر کلمہ کی ادائیگی کرتے ہوئے وہ یہ محسوس کرے کہ اس کا رب اس کے سامنے اور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہے اور نہ صرف اس کی التجاؤں کو سن رہا ہے بلکہ ان کا جواب بھی دے رہا ہے:

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الاحسان ان تعبد الله كانك تراه فانه ان لم تكن تراه فانه يراك (۱۱)	''عبادت کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ تم اس طرح اللہ کی عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، کیونکہ اگر تم

اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانہ ینـاجـی ربہ فلیعلم احدکم ما یناجی ربہ (۱۲)

"جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے۔ سو اسے پتہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے رب سے کیا راز و نیاز کر رہا ہے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یقول اللہ تعالی : قسمت الصلاۃ بینی و بین عبدی نصفین ولعبدی ما سال۔ فـاذا قـال العبد : الحمد للہ رب العالمین، قال اللہ تعالی: حمدنی عبدی۔ و اذا قال : الرحمن الرحیم، قال اللہ تعالی : اثنی علی عبدی ۔ فاذا قال : ملك یوم الدین، قال : مجدنی عبدی۔ فاذا قال : ایاك نعبد و ایاك نستعین، قال : ھذا بینی و بین عبدی ولعبدی ما سال۔ فاذا قال : اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین، قال: ھذا لعبدی ولعبدی ما سال (۱۳)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس کا نصف حصہ میرے لیے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ بخشا گیا جو اس نے مانگا۔ جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرا شکریہ ادا کیا اور جب وہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف بیان کی ہے اور جب وہ مالك یوم الدین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی ہے اور جب بندہ ایاك نعبد و ایاك نستعین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا۔ پھر جب بندہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے

کے لیے ہے اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد، فاکثروا الدعاء (۱۴)

''آدمی جس حالت میں سب سے زیادہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے، وہ سجدے کی حالت ہے۔ اس لیے سجدے میں کثرت سے دعا کیا کرو''

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا سجد العبد سجد معہ سبعۃ اطراف: وجھہ وکفاہ ورکبتاہ وقدماہ (۱۵)

''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے جسم کے سات اعضا بھی اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں''

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الیدین تسجدان کما یسجد الوجہ واذا وضع احدکم وجھہ فلیضع یدیہ واذا رفعہ فلیرفعھما (۱۶)

''ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جیسے چہرہ کرتا ہے۔ اس لیے جب تم چہرے کو زمین پر رکھو تو دونوں ہاتھ بھی رکھا کرو اور جب چہرے کو زمین سے اٹھاؤ تو ہاتھ بھی اٹھا لیا کرو''

اس بنیادی ادب سے حسب ذیل آداب متفرع ہوتے ہیں:

۱۔ نماز کو سکون واطمینان اور دل جمعی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ حضرت ابو مسعود البدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تجزئ صلاۃ الرجل حتی یقیم ظھرہ فی الرکوع والسجود (۱۷)

''اگر آدمی رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا (یعنی اطمینان سے رکوع وسجود نہیں کرتا) تو اس کی نماز نہیں ہوتی''

رفاعہ بن رافع کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

وان انتقصت منہ شیئا انتقصت من صلاتک (۱۸)

''اگر تم اس اطمینان میں کمی کرو گے تو تمہاری نماز میں کمی واقع ہو جائے گی''

عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ہے کہ:

نهى رسول الله ﷺ عن نقرة الغراب (۱۹)

''رسول اللہ ﷺ نے کوے کی طرح ٹھونگے لگانے (یعنی جلدی جلدی سجدہ کرنے) سے منع فرمایا۔''

۲۔ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے جبکہ انسان ذہنی یا قلبی لحاظ سے اپنی توجہ نماز میں مرکوز نہ رکھ سکے:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا صلاة بحضرة الطعام ولا وهو يدافعه الاخبثان (۲۰)

''ایسی حالت میں نماز نہ پڑھو جبکہ کھانا لگ چکا ہو اور ایسی حالت میں بھی نہیں جبکہ پیشاب یا پاخانہ تنگ کررہے ہوں''

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا نعس احدكم فى الصلاة فليرقد حتى يذهب عنه النوم، فان احدكم اذا صلى وهو ناعس لعله يذهب يستغفر فيسب نفسه(۲۱)

''اگر تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو وہ جا کر سو جائے یہاں تک اس کی نیند پوری ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ نیند کی حالت میں نماز پڑھے گا تو کیا پتہ وہ گناہوں کی معافی مانگنا چاہے لیکن اپنے حق میں کوئی بری بات کہہ بیٹھے''

۳۔اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ کوئی چیز خارجی طور پر نمازی کی توجہ میں خلل ڈالنے کا باعث نہ بنے:

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من استطاع منكم ان لا يحول بينه وبين قبلته احد فليفعل (۲۲)

''اگر تم یہ اہتمام کر سکو کہ تمہارے اور قبلے کے درمیان کوئی شخص رکاوٹ نہ بنے تو ضرور کرو''

اسی وجہ سے نمازی کے آگے سے گزرنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ابوجہیمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو يعلم المار بين يدى المصلى ماذا عليه لكان ان يقف اربعين خيرا له من ان يمر بين يديه(۲۳)

''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس کو کتنا گناہ ہوتا ہے تو وہ چالیس سال تک وہاں کھڑا رہنے کو نمازی کے آگے سے

گزرنے سے بہتر سمجھے۔''

اونٹوں کے باڑوں میں نماز کی ممانعت بھی اسی علت پر مبنی ہے۔ عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تصلوا فی عطن الابل فانها خلقت من الجن الا ترون عیونها وهبابها اذا نفرت ؟(۲۴)	''اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ ان میں جنات جیسی خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ تم ان کی آنکھوں کو اور ان کے ہیجان کو نہیں دیکھتے جب یہ بگڑے ہوئے ہوتے ہیں؟''

یعنی چونکہ اس حالت میں آدمی اونٹ کی طرف سے نقصان کے خدشے کے پیش نظر نماز میں توجہ مرکوز نہیں رکھ سکتا، اس لیے اونٹوں کے قریب نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک تصویروں والی چادر میں نماز پڑھی تو نماز کے دوران میں آپ کی نظر تصویروں پر پڑ گئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور اس سے ایک سادہ چادر لے آؤ۔ اس چادر نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا۔'' (۲۵)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے حجرے کے ایک کونے میں ایک تصاویر والا پردہ لٹکایا ہوا تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

امیطی عنی هذا القرام فانها لا تزال تصاویره تعرض علی فی صلاتی (۲۶)	''یہ پردہ ہٹا دو، اس کی تصویریں نماز میں مسلسل میری توجہ میں خلل انداز ہوتی ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یجهر بعضکم علی بعض بالقراءة فی الصلاة (۲۷)	''نماز پڑھتے ہوئے اونچی آواز سے قرآن پڑھ کر دوسرے نمازی کی نماز میں خلل مت ڈالو''

۴۔ نماز میں اس قسم کا ہر کلام ممنوع ہے جو عبادت کے زمرے میں نہ آتا ہو:

معاویہ بن الحکمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان هذه الصلاة لا یصلح فیها شئ من کلام الناس، انما هو التسبیح و التکبیر وقراءة القرآن (۲۸)	''نماز میں عام لوگوں کا کلام جائز نہیں ہے۔ اس میں تو بس اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کی جاتی ہے اور قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے''

۵۔ ہر ایسا کام ممنوع ہے جو ادب، وقار اور خشوع و خضوع کے منافی ہو:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لینتھین اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء فی الصلاۃ او لا ترجع الیھم (۲۹)	''جو لوگ نماز میں آسمان کی طرف اپنی نظریں اٹھاتے ہیں، وہ ایسا کرنے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں ہی چھین لی جائیں گی''

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان احدکم اذا قام فی صلاتہ فانہ یناجی ربہ فلا یبزقن احدکم قبل قبلتہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمیہ (۳۰)	''جب تم نماز میں کھڑے ہوتے ہو تو اپنے رب سے راز و نیاز کر رہے ہوتے ہو، اس لیے قبلے کی طرف مت تھوکا کرو بلکہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لیا کرو''

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

انما ھو اختلاس یختلسہ الشیطان من صلاۃ العبد (۳۱)	''یہ تو شیطان کا ایک جھپٹا ہے جس سے وہ بندے کی نماز کا ایک حصہ چھین کر لے جاتا ہے''

جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو جب ہم سلام پھیرتے تو اپنے ہاتھوں سے بھی اشارہ کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا' یہ کیا کرتے ہو کہ اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارے کرتے ہو جیسے وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہوں۔ جب سلام پھیرو تو بس اپنے بھائی کی طرف مڑ جایا کرو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کیا کرو۔ (۳۲)

۶۔ ہر ایسا کام ممنوع ہے جو عبث ہو اور جس سے ظاہر ہو کہ نمازی کی توجہ نماز کے اندر نہیں بلکہ کہیں اور ہے:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

امر النبی ﷺ ان لا یکف شعرا ولا ثوبا (۳۳)	رسول اللہ ﷺ نے نماز کی حالت میں کپڑوں اور بالوں کے ساتھ کھیلنے سے منع فرمایا۔

حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا توضا احدکم فاحسن وضوءہ ثم	''جب تم میں سے کوئی آدمی اچھی طرح وضو کر کے

خرج عامدا الى المسجد فلا يشبكن يديه فانه في صلاة (۳۴)	مسجد کی طرف نکلے تو ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں مت پھنسائے کیونکہ (نیت کے اعتبار سے) وہ نماز ہی کی حالت میں ہے"

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الضاحك في الصلاة والملتفت والمفقع اصابعه بمنزلة واحدة (۳۵)	"نماز میں ہنسنے والا، ادھر ادھر دیکھنے والا اور انگلیاں چٹخانے والا سب ایک جیسے ہیں"

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا تثاء ب احدكم في الصلاة فليكظم ما استطاع فان الشيطان يدخل (۳۶)	"اگر کسی کو نماز میں جمائی آئے تو وہ حتی الوسع اس کو دبائے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے"

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا قام احدكم في الصلاة فلا يمسح الحصى فان الرحمة تواجهه (۳۷)	اگر کوئی نماز میں کھڑا ہو تو زمین پر سے کنکر نہ ہٹائے کیونکہ سامنے رحمت نازل ہو رہی ہوتی ہے"

۷۔ جسم اور لباس کی ہر ایسی ہیئت جو ادب اور خشوع و خضوع کے منافی ہو، نماز کی حالت میں ممنوع ہے:

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کی ایک چادر، جو ہدیہ میں پیش کی گئی تھی، اوڑھ کر نماز پڑھی لیکن نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ نے اسے زور سے کھینچ کر اتار دیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

لا ينبغي هذا للمتقين (۳۸)	"یہ لباس خدا سے ڈرنے والوں کے شایان شان نہیں ہے"

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله جل ذكره لا يقبل صلاة رجل مسبل ازاره (۳۹)	"جو شخص اپنا تہبند لٹکا کر (تکبر کرتے ہوئے) نماز پڑھے، اللہ کی اس کی نماز قبول نہیں فرماتے"

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ

نهى رسول الله ﷺ عن السدل في الصلاة وان يغطي الرجل فاه (۴۰)	"رسول اللہ ﷺ نے نماز میں کپڑا لٹکانے اور منہ کو ڈھانکنے سے منع فرمایا"

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں جو بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے، فرمایا:

انما مثل هذا مثل الذی یصلی وهو مکتوف (٤١)

''یہ تو ایسے ہی ہے جیسے آدمی اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کی مشکیں کسی ہوئی ہوں''

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

لا یفترش احدکم ذراعیه افتراش الکلب (٤٢)

''تم میں سے کوئی شخص (سجدے کی حالت میں) کتے کی طرح اپنے بازو زمین پر نہ بچھائے''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کی حالت میں اپنے پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (۴۳)'

روحانی کیفیات

اسلام میں عبادت محض چند جسمانی رسوم بجا لانے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک زندہ عمل ہے، جس کے دوران میں انسان پر عبودیت اور عاجزی کی مختلف کیفیات طاری ہوتی ہیں اور دین کا مطالبہ یہ ہے کہ انسان ان کیفیات کے جواب میں بے حسی کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ اپنا ردعمل (Response) بھی ظاہر کرے۔ اس کے کچھ طریقے مستقل طور پر نماز کا حصہ بنا دیے گئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ جنہیں انفرادی اذواق پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ چنانچہ دیکھئے:

ا۔ امام جب مقتدیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے سورۂ فاتحہ کی شکل میں ایک نہایت پر تاثیر دعا کی تلاوت کرتا ہے تو مقتدیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس دعا کے اختتام پر آمین کہہ کر اس میں اپنی شرکت کا اظہار کریں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین فانه من وافق قوله قول الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه (۴۴)

''جب امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہا کرو۔ کیونکہ (اس موقع پر فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور) جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے''

۲۔رکوع سے اٹھتے ہوئے جب امام سمع اللہ لمن حمدہ (اللہ تعالیٰ ان کی فریاد سنتا ہے جو اس کی حمد کرتے ہیں) کہتا ہے تو حکم ہے کہ مقتدی فوراً اس کا جواب دیتے ہوئے ہوئے کہیں: ربنا ولک الحمد (اے ہمارے پروردگار، تعریف کا استحقاق تو آپ ہی رکھتے ہیں)

۳۔رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کہ نماز میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اگر کوئی ایسی آیت آجاتی جس میں سجدہ کی ترغیب ہوتی تو آپ اس کی تعمیل میں فوراً سجدہ ریز ہوجایا کرتے تھے۔(۴۵)

۴۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے: سبح اسم ربک الاعلی (اپنے بلند و برتر رب کی پاکی بیان کرو) تو اس کی تعمیل کرتے ہوئے کہتے: سبحان ربی الاعلی (پاک ہے میرا رب جو بلند و برتر ہے) (۴۶)

۵۔موسی بن ابی عائشہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نماز پڑھتے ہوئے جب یہ آیت پڑھتے: الیس ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی (کیا اللہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر سکے؟) تو جواب میں کہتے: سبحانک فبلی۔(یا اللہ، تو پاک ہے۔کیوں نہیں؟) لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی سنا ہے۔ (۴۷)

۶۔حضرت حذیفہؓ اور حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔آپ دوران تلاوت میں ہر ایسی آیت پر کھڑے ہوکر دعا کرتے جس میں اللہ کی رحمت کا ذکر ہوتا اور ہر ایسی آیت پر ٹھہر کر اللہ کی پناہ مانگتے جس میں اللہ کے عذاب کا ذکر ہوتا۔ (۴۸)

روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس ذوق کی تربیت کے لیے صحابہ کی پوری پوری حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔

رفاعہ بن رافعؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔جب آپ نے رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک آدمی نے بلند آواز سے کہا، ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ۔(یا اللہ تعریف کا استحقاق تو آپ ہی رکھتے ہیں۔ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو اور جس میں برکت ہی برکت ہو) جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اس آدمی نے کہا، میں نے۔آپ نے فرمایا:

رایت بضعة وثلاثین ملکا یبتدرونها ایهم یکتبها اول (۴۹)

”میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو لپکتے ہوئے دیکھا۔ہر ایک ان کلمات کو پہلے لکھ لینا چاہتا تھا“

انفرادی اذواق کا لحاظ

عبادت کو ایک زندہ عمل بنانے کے لیے نفسیاتی لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ اس میں آدمی کو اپنے انفرادی ذوق اور داخلی کیفیات کے تحت بعض چیزوں کے اخذ وانتخاب کا اختیار ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اس فطری پہلو کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ دیکھئے کہ اگرچہ نماز کا بنیادی ڈھانچہ متعین کر دیا گیا ہے، لیکن اس کے بعض اعمال کے بارے میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ لوگ ان میں اپنے ذوق کے مطابق کوئی بھی طریقہ اختیار کر لیں۔

<u>رفع یدین</u>: رفع یدین کا عمل دراصل انسانی عزم وارادہ کے اظہار کی ایک شکل ہے۔ سنت ثابتہ کی رو سے اگرچہ یہ صرف نماز کے آغاز میں لازم ہے، لیکن روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت، سجدے سے اٹھتے اور دوبارہ سجدے میں جاتے وقت اور اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کیا۔ ان مواقع پر رفع یدین کرنا اصلاً دین کا مطالبہ نہیں بلکہ اس کا مدار انسان کے ذاتی ذوق پر ہے۔

<u>وضع الیدین</u>: سنت ثابتہ کی رو سے قیام کی حالت میں ہاتھ باندھنا نماز کے آداب میں شامل ہے۔ لیکن ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ صحابہ اور تابعین سے سینے پر، ناف پر اور ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے مختلف طریقے منقول ہیں، تاہم اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تصریح مستند طریقے پر ثابت نہیں ہے، جس سے واضح ہے کہ اس معاملے میں کوئی ایک متعین طریقہ دین میں مطلوب نہیں بلکہ انسان اپنے ذوق کے مطابق جہاں چاہے، ہاتھ باندھ سکتا ہے۔

<u>قراءت فاتحہ</u>: قرآن مجید کی رو سے یہ بات قرآن کے آداب میں سے ہے کہ جب اس کی تلاوت کی جائے تو اسے خاموش ہو کر اور توجہ سے سنا جائے۔ (الاعراف) اس کا اطلاق، ظاہر ہے کہ نماز پر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مواقع پر نماز میں اپنے پیچھے قراءت کرنے والوں کو تنبیہ بھی فرمائی۔ تاہم دین میں انسان کے ذاتی ذوق اور اس کی داخلی کیفیات کا اس حد تک لحاظ رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص خود اپنی زبان سے قراءت کیے بغیر اطمینان محسوس نہ کرتا ہو تو اسے قراءت کی اجازت دی گئی ہے، اگرچہ بظاہر اس میں مذکورہ ادب کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا، کیا جب امام پڑھ رہا ہوتا ہے تو تم بھی قراءت کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا، ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا:

فلا تفعلوا الا ان یقرا احدکم بفاتحۃ الکتاب (۵۰) ''نہ پڑھا کرو۔ ہاں اگر کوئی فاتحہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔''

آمین بالجہر: سورہ فاتحہ جیسی اعلیٰ ترین دعا کے جواب میں مقتدیوں کے لیے آمین کہنا سنت ثابتہ کی رو سے مشروع ہے۔ لیکن یہ آمین آہستہ آواز میں کہی جائے یا اونچی آواز میں؟ روایات اور صحابہ کے آثار سے دونوں طریقوں کا ثبوت ملتا ہے۔ نفسیاتی لحاظ سے انسان کبھی آہستہ آمین کہنے میں زیادہ کیف محسوس کرتا ہے اور کبھی بلند آواز میں۔ چنانچہ اس کا تعلق بھی انسان کی داخلی کیفیات سے ہے۔

نماز کے اذکار: نماز میں پڑھے جانے والے اذکار میں سے صرف تین ایسے ہیں جو دین میں لازم کیے گئے ہیں، یعنی تکبیرات انتقال، سورۂ فاتحہ اور سلام۔ اس کے علاوہ باقی مواقع کے لیے کلمات اور دعاؤں کو متعین کرنے کے بجائے ان کا انتخاب شخصی اذواق پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ مواقع حسب ذیل ہیں:

آغاز نماز کے اذکار: اس موقع پر تقریباً نو اذکار رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں جن کی تفصیل کتب حدیث میں دیکھی جا سکتی ہے۔

فاتحہ کے بعد قراءت: سورۂ فاتحہ کے بعد نمازی قرآن کا کوئی بھی حصہ اپنے ذوق کے مطابق تلاوت کر سکتا ہے۔

رکوع وسجود کی تسبیحات: رکوع وسجود کے موقع پر بھی متعدد تسبیحات اور دعائیں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں اور نمازی ان میں سے کوئی بھی منتخب کر سکتا ہے۔

تشہد کے کلمات: رسول اللہ ﷺ نے مختلف صحابہ کو تشہد کے مختلف کلمات کی تعلیم دی۔ آدمی ان میں سے جو کلمات بھی چاہے، پڑھ سکتا ہے۔

تشہد کے بعد کی دعائیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تشہد کے بعد آدمی اپنی پسند کی جو بھی دعا چاہے، پڑھ سکتا ہے۔

حوالہ جات

(۱) صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، حدیث ۲۶۹۷

(۲) سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، حدیث ۴۶۰۷

(۳) سورۃ الحج،

(۴) صحیح بخاری، الایمان، باب سوال جبریل النبی ﷺ، حدیث ۵۰

(۵) مختصر الترغیب والترہیب لابن حجر، ص ۵۷

(۶) صحیح بخاری، الصوم، باب من لم یدع قول الزور، حدیث ۱۹۰۳

(۷) سنن ابن ماجہ، الصیام، باب ماجاء فی الغیبۃ والرفث فی الصوم، حدیث ۱۶۹۰

(۸) سورہ آل عمران،

(۹) صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب اثم من راءی بقراءۃ القرآن، حدیث ۵۰۵۹

(۱۰) تزکیہ نفس، جلد اول، ص ۲۳۵

(۱۱) صحیح بخاری، الایمان، باب سوال جبریل النبی ﷺ، حدیث ۵۰

(۱۲) مسند احمد، ج ۲، ص ۳۶

(۱۳) صحیح مسلم، الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ، حدیث ۸۷۸

(۱۴) صحیح مسلم، باب مایقال فی الرکوع والسجود؟ حدیث ۱۰۸۳

(۱۵) صحیح مسلم، باب اعضاء السجود، حدیث ۱۱۰۰

(۱۶) سنن ابی داؤد، باب اعضاء السجود، حدیث ۸۹۲

(۱۷) سنن ابی داؤد، باب صلاۃ من لایقیم صلبہ فی الرکوع والسجود، حدیث ۸۵۵

(۱۸) سنن ابی داؤد، حدیث ۸۶۱

(۱۹) سنن ابی داؤد، باب صلاۃ من لایقیم صلبہ فی الرکوع والسجود، حدیث ۸۶۲

(۲۰) صحیح مسلم، باب کراہۃ الصلاۃ بحضرۃ الطعام، حدیث ۱۲۴۶

(۲۱) صحیح مسلم، باب امر من نعس فی صلاتہ، حدیث ۱۸۳۵

(۲۲) سنن ابی داؤد، باب مایؤمر المصلی ان یدرا عن الممر بین یدیہ، حدیث ۶۹۹

(۲۳) صحیح مسلم، الصلاۃ، باب منع المار بین یدی المصلی، حدیث ۱۱۳۲

(۲۴) الفتح الربانی بترتیب مسند الامام احمد، احمد عبدالرحمن البناء، ج ۳، ص ۱۰۱

(۲۵) صحیح بخاری، الصلاۃ، باب اذا صلی فی ثوب لہ اعلام، حدیث ۳۷۳

(۲۶) صحیح بخاری، الصلاۃ، باب ان صلی فی ثوب مصلب اوتصاویر ہل تفسد صلاتہ؟، حدیث ۳۷۴

(۲۷) مسند احمد، ج ۲، ص ۳۶

(۲۸) صحیح مسلم، الصلاۃ، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ، حدیث ۱۱۹۹

(۲۹) صحیح مسلم، الصلاۃ، باب النہی عن رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ، حدیث ۹۶۶

(۳۰) صحیح بخاری، الصلاۃ، حدیث ۳۹۰

(۳۱) سنن ابی داؤد، باب الالتفات فی الصلوۃ، حدیث ۹۱۰

(۳۲) صحیح مسلم، باب الامر بالسکون فی الصلاۃ، حدیث ۹۷۱

(۳۳) صحیح بخاری، الاذان، حدیث ۷۶۷

(۳۴) سنن ابی داؤد، الصلاۃ، حدیث ۴۷۵

(۳۵) مسند احمد، مسند المکیین، حدیث ۱۵۰۶۸

(۳۶) سنن ابی داؤد، الادب، حدیث ۴۳۷۲

(۳۷) سنن نسائی، کتاب السہو، باب النہی عن مسح الحصی فی الصلاۃ، حدیث ۱۱۹۲

(۳۸) صحیح بخاری، اللباس، حدیث ۵۳۵۵

(۳۹) سنن ابی داؤد، باب الاسبال فی الصلاۃ، حدیث ۶۳۸

(۴۰) سنن ابی داؤد، باب السدل فی الصلاۃ، حدیث ۶۴۳

(۴۱) سنن ابوداؤد، باب الرجل یصلی عاقصا شعرہ، حدیث ۶۴۶

(۴۲) صحیح مسلم، باب الاعتدال فی السجود، حدیث ۱۱۰۲

(۴۳) صحیح مسلم، باب کراہۃ الاختصار فی الصلاۃ، حدیث ۱۲۱۸

(۴۴) صحیح بخاری، الاذان، باب جہر الماموم بالتامین، حدیث ۷۸۲

(۴۵) سنن ابی داؤد،

(۴۶) سنن ابی داؤد، باب الدعاء فی الصلاۃ، حدیث ۸۸۳

(۴۷) سنن ابی داؤد، باب الدعاء فی الرکوع والسجود، حدیث ۸۸۴

(۴۸) سنن ابی داؤد، باب مایقول الرجل فی رکوع وسجودہ، حدیث ۸۷۱، ۸۷۳

(۴۹) صحیح بخاری، الاذان، باب، حدیث ۷۹۹

(۵۰) مسند احمد، جلد ۴، ص